

علامہ اقبال کی نظم

جگنو کی روشنی ہے کاشانہء چمن میں

یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

آیا ہے آسماں سے اڑ کر کوئی ستارہ

یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا

غربت میں آ کے چمکا، گمنام تھا وطن میں

تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا

نرہ ہے یا نمایاں سورج کے پیر بن میں

حسن قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی

لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی

نکلا کبھی گہن سے، آیا کبھی گہن میں

پروانہ اک پتنگا، جگنو بھی اک پتنگا

وہ روشنی کا طالب، یہ روشنی سراپا

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلیری دی

پروانے کو تپش دی، جگنو کو روشنی دی

رنگیں نوا بنایا مرغان بے زباں کو

گل کو زبان دے کر تعلیم خامشی دی

نظرنہ شفق کي خوبی زوال ميں تهي
چمکا کے اس پري کو تھوڑی سي زندگی دي
رنگیں کيا سحر کو، بانکي دلہن کي صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کي آسي دي
سايہ ديا شجر کو، پرواز دي بوا کو
پاني کو دي رواني، موجوں کو بے کلي دي
يہ امتياز ليکن اک بات بے ہماری
جگنو کا دن وبي بے جو رات بے ہماری
حسن ازل کي پيدا بر چیز ميں جھلک بے
انساں ميں وہ سخن بے، غنچے ميں وہ چٹک بے
يہ چاند آسماں کا شاعر کا دل بے گویا
واں چاندني بے جو کچھ، یاں درد کي کسک بے
انداز گفتگو نے دھوکے دیے ہیں ورنہ
نغمہ بے بوئے بلبل، بو پھول کي چہک بے
کثرت ميں ہو گیا بے وحدت کا راز مخفي
جگنو ميں جو چمک بے وہ پھول ميں مہک بے
يہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو
ہر شے ميں جبکہ پنہاں خاموشي ازل ہو